سُورۂ اخلاص

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں چار آیتیں ہیں

سُورۂ اخلاص کے دوسرے نام

اس سورت شریفہ کے نام بہت ہیں۔ اسی سے اس کا شرف اور فضیلت ظاہر ہے۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں اُن اسماء کی صراحت یوں ہے کہ اس سورت شریفہ کو سورۂ قل ھو اللہ احد بھی کہتے ہیں۔ نیز اس کے نام اساس، مقشقشہ، سورۃ التوحید، سورۃ التفرید، سورۃ التجرید، سورۃ النجاۃ، سورۃ الولایۃ، سورۃ المعرفۃ، سورۃ الجمال، سورۃ النسبۃ، سورۃ الصمد، سورۃ المعوذہ، سورۃ المانعۃ، سورۃ المحضر، سورۃ المنفرۃ، سورۃ البراءۃ، سورۃ المذکرۃ، سورۃ النور اور سورۃ الایمان بھی ہیں۔ گویا اس سورت کریمہ کے اکیس نام ہیں، پھر ہر نام کے ساتھ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں جو احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں ان کو بھی بحوالہ کتب و راوی حدیث نقل کیا گیا ہے جس کو بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جو صاحب چاہیں تفسیر موصوف کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

ماقبل سے ربط سورۂ اخلاص کا ماقبل سے ربط دو طرح ہے۔ ایک صوری، دوسرا معنوی، ربط صوری اس طرح کہ سورۂ لہب کا اختتام **من مسد** پر ہوا ہے یعنی دال ماقبل مفتوح اس کا فاصلہ ہے۔ اور سورۂ اخلاص کی چاروں آیات احد، صمد، ولم یولد، کفوا احد میں بھی یہی رعایت فاصلہ موجود ہے۔ پھر ربط معنوی بھی دو طرح سے ہے ایک سورۂ کافرون کے ساتھ اس کا معنوی ربط ہے۔ یعنی سورۂ کافرون میں آلہہ باطلہ کی اور ان کی عبادت کی نفی کی گئی تھی لا اعبد ما تعبدون فرمایا گیا تھا کہ تم جن باطل خداؤں کی پوجا کرتے ہو میں ان کی بندگی اور پرستش نہیں کروں گا اور سورۂ اخلاص میں الٰہ حق اور معبود برحق کا اثبات کیا جا رہا ہے اور اس ضمن میں تعلیم دی جا رہی ہے کہ تمام تر عبادت الٰہ حق اور معبود برحق ہی کی کیجانی چاہئے۔ اور دوسری وجہ ربط سورۂ لہب کیساتھ اس طرح ہے کہ ابولہب جیسا اشد کافر جو باطل کا پرستار اور شیطان لعین کے پیچھے میں گرفتار ہے اہل حق کا معاملہ اس جیسا نہیں ہو سکتا۔ اہل حق خدائے واحد کے والہ و شیدا اور حق پرستی ان کی مراد اسے ہویدا ہے۔ بہرحال سورۂ اخلاص کا ربط سورۂ کافرون سے بھی ہے۔ سورۂ اخلاص کا ربط سورۂ لہب کے ساتھ تو بالکل ظاہر ہے کہ سورۂ اخلاص کی ترتیب سورۂ لہب کے بعد ہی متصل واقع ہوئی ہے۔ اس اعتبار سے

یہ بھی ایک ربط صوری ہوا۔ اور سورۂ کافرون کے ساتھ اس کا ربط معنوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر نمازوں میں ان دونوں سورتوں کی قراءت فرماتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھا کرتے۔ جس سے ان دونوں کا ربط معنوی معلوم ہو سکتا ہے۔ احادیث شریفہ میں اس کی صراحت آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنت فجر و مغرب، دوگانۂ طواف اور نماز چاشت، دوگانۂ سفر وغیرہ میں اکثر ان ہی دونوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان دونوں سورتوں میں کس درجہ باہمی ارتباط و مناسبت ہے؟

سورۂ اخلاص ثلث قرآن

سورۂ اخلاص کے فضائل و فوائد بھی احادیث شریفہ میں بکثرت بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ اس سورت مبارکہ کے اکیس نام جو اوپر گنائے گئے ان میں سے ہر ایک نام ایک جداگانہ فضیلت اور جداگانہ فائدے پر مشتمل ہے۔ ازاں جملہ یہاں چند فضائل اور فوائد کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے۔ تا معلوم ہو سکے کہ یہ سورت شریفہ باوجود ایک مختصر سی سورت ہونے کے کیسی اہمیت شان کی حامل ہے؟ حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ من قرأ قل هو الله احد

فکأنما قرأ ثلث القرآن۔ (ابوعبید، حضرت امام احمدؒ، نسائی، ابن منیعؒ، محمد بن نصر و ابن مردویہ، ضیاء) جس نے قل ھو اللہ احد کا سورہ پڑھ لیا تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی۔ یعنی جو ثواب و اجر ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت پر مترتب ہوتا ہے۔ قل ھو اللہ شریف کی سورت ایک بار پڑھ لینے سے اسکو اس قدر ثواب مل جاتا ہے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ قرآن کریم تین قسم کے مضامین پر مشتمل ہے۔ عقائد، احکام اور قصص۔ از انجملہ سورۂ اخلاص عقائد کی روح، جو توحید باری ہے اس پر مشتمل ہے لہذا اس کا پڑھنے والا ثلث قرآن کی تلاوت کرنے والا سمجھا جائے گا اور اس کو تہائی قرآن پڑھنے کا اجر ملیگا۔ ایسی ہی روایات حضرات سعد بن ابی وقاص ابن عباس، ابن عمر، اسحاق بن عبداللہ بن ابی فردہ، نعمان بن بشیر، عمر بن الخطاب، ابوایوب انصاری، ابن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، ابوسعید خدری، قتادہ بن النعمان، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہیں۔ گویا سورۂ اخلاص کا ثلث قرآن کے برابر ہونا تواتر معنوی کی حد کو پہنچتا ہے۔

سورۂ اخلاص نصف قرآن کے برابر

بعض روایات میں سورۂ اخلاص کا ثواب، نصف قرآن کے برابر بھی بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا: یات قتادۃ بن النعمان

يقرأ الليل كله بقل هو الله احد فذكر ذالك اللنبي صلى الله عليه وسلم فقال والذى نفسى بيده انها لتعدل نصف القرآن او ثلثه (امام احمدؒ)

نعمان بن قتادہؓ رات تمام قل هو الله احد ہی پڑھتے رہے۔ یہ واقعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورۃ کریمہ نصف قرآن یا اس کے ثلث کے برابر ہے۔" یعنی اس کا اجر و ثواب نصف قرآن کا ثواب اس بنا پر کہ پورے قرآن کریم میں یا تو اللہ سبحانہ کا ذکر ہے یا اس کے ماسوا کا۔ اور سورۂ اخلاص میں صرف حق سبحانہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ لہذا اس کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہوا۔ اور ثلث قرآن کے برابر ہونے کی توجیہ اوپر گزر چکی۔ اب اسکے اعادہ کی حاجت نہیں رہی۔

سورۂ اخلاص تین بار پڑھنا ختم قرآن کے برابر

بعض روایات میں ہے کہ سورۂ اخلاص کو تین بار پڑھنے سے پورے قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت رجاء غنویؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- من قرأ قل هو الله احد ثلاث مرات فكانما قرأ القرآن اجمع۔ (عقیلی) جس نے سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا اس نے پورا قرآن کریم ختم کر لیا۔" یہ اس بنا پر کہ جب سورۂ اخلاص ثلث قرآن کے برابر ہے تو اس کو تین بار پڑھ لینا پورے

قرآن کے برابر ہوگا۔ اسی طرح اس روایت کی رو سے جس میں سورۂ اخلاص کو نصف قرآن کے برابر بتلایا گیا تو اسکو دو دفعہ پڑھ لینے سے بھی پورے قرآن کا ثواب ملیگا۔

تہجد میں سورۂ اخلاص پڑھنے کی ترغیب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ فرماتے ہیں :۔ انّ ابا ایّوب کان فی مجلس وھو یقول الا یستطیع احدکم ان یقوم بثلث القرآن قالوا رھل یستطیع ذلك احد قال فانّ قل ھو اللہ احد ثلث القرآن فجاء النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم وھو یسمع ابا ایّوب فقال صدق ابو ایّوب (حضرت امام احمدؒ) حضرت ابو ایوب انصاریؓ ایک مجلس میں تھے اور یہ بیان کر رہے تھے کیا تم میں سے کسی سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہی قیام لیل کرے؟ تو حاضرین نے کہا کیا ایک تہائی قرآن تہجد میں پڑھنا کسی سے ہوسکتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ صرف سورۂ اخلاص ہی ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (کیا اتنا بھی نہیں ہوسکتا؟) اتنے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے اور آپ پہلے سے ابوایوب کا کلام سماعت فرمارہے تھے ارشاد فرمایا کہ ابوایوب سچ کہتے ہیں۔"

سورۂ اخلاص کی ترغیب

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔ أیعجز أحدکم أن یقرأ کل لیلۃ ثلث القرآن قالوا ومن یطیق ذلک قال بلی قل ھو اللہ احد ثلث القرآن (ابن الضریس، بزار، محمد بن نصر طبرانی بسند صحیح) ہر رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لینے سے بھی کیا تم میں کا کوئی شخص قاصر رہ سکتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ بھلا اس قدر قرأت کی طاقت کون رکھتا ہے؟ اس پر حضور اقدس نے ارشاد فرمایا:۔ کیوں طاقت نہیں رکھتا؟ قل ھو اللہ احد ہی ثلث قرآن کے برابر ہے" حضرت ابو ایوب انصاری کی روایت میں تہجد پڑھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ اور اس میں صرف قل ہو اللہ پڑھ لینے ہی کو کافی قرار دیا گیا تھا۔ اگر کسی سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا تو اس حدیث شریف میں محض قل ھو اللہ احد کا سورہ رات میں پڑھا کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے اور ظاہر ہے کہ اتنا تو سب سے ہو سکتا ہے۔

سورۂ اخلاص دس بار پڑھنے سے جنت میں محل

حضرت معاذ بن انس جہنیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:۔ من قرأ قل ھو اللہ احد حتی یختمھا عشر مرات بنی اللہ لہ قصرا

فی الجنة فقال له عمر اذاً نستكثر يا رسول الله قال الله اكثر واطيب۔

(امام احمدؒ، طبرانیؒ، ابن السنیؒ) جو کوئی شخص پورا سورۂ اخلاص دس دفعہ پڑھ لے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے ایک محل تیار کرا دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ایسی صورت میں ہم بہت سارے محلات تیار کرالیں گے۔ اس پر ارشاد ہوا اللہ سبحانہ کا (لطف و کرم) اس سے بھی بہت زیادہ اور طیب خاطر کے ساتھ ہے۔"

سورۂ اخلاص بارہ بار پڑھنا قرآن کے چار ختم کے برابر

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من قرأ قل هو الله احد بعد صلاة الصبح اثنى عشرة مرة فكانما قرأ القرآن اربع مرات وكان افضل اهل الارض يومئذ اذا اتقى۔ (طبرانی، بیہقی) جس نے نماز فجر کے بعد سورۂ اخلاص کو بارہ دفعہ پڑھ لیا تو گویا اس نے قرآن کریم کو چار دفعہ پڑھ لیا اور وہ اس دن روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ فضیلت والا قرار پایا (جنھوں نے اس دن سورۂ اخلاص کو بارہ دفعہ نہ پڑھا ہو) جب کہ وہ گناہوں سے بچا ہوا رہے" یہ اس لئے کہ سورۂ اخلاص کو ایک بار پڑھ لینے کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہوتا ہے جب کسی نے بارہ دفعہ اس کو

پڑھا تو اس حساب سے وہ پورے قرآن کریم کو چار دفعہ ختم کرنے کے برابر ثواب پائے گا۔ جیسا کہ احادیث بالا سے معلوم ہوا۔

فجر کے بعد دس بار پڑھنے سے شیطان کا زور چل نہیں سکتا

حضرت شاہ ولایت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:۔ من قرأ قل ھو اللہ احد عشر مرار بعد الفجر وفی لفظ فی دبر الغداۃ لم یلحق بہ ذلک الیوم ذنب وان جھد الشیطان۔ (سعید بن منصور، ابن الفریس)

جس کسی نے نماز فجر کے بعد دس بار سورۂ اخلاص پڑھ لیا تو اس دن کوئی گناہ اس کو لاحق نہ ہو گا۔ اگرچہ شیطان (اس کو مبتلائے گناہ کرنے کی) کوشش کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور الصدر میں "اذا اتقی" کی شرط تھی کہ وہ گناہوں سے بچتا رہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے اگر اس حدیث شریف پر بھی عمل کیا جائے جو حضرت شاہ ولایت سے مروی ہے تو وہ گناہ سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ ٣

سورۂ اخلاص سوتے وقت دم کرنا سنت نبوی

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقرأ فیھما قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و

قل اعوذ برب الناس ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما علی رأسه ووجهه وما اقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرّات۔ (ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ ہر رات آپ جب بستر استراحت پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاکر ان میں دم کرتے پھر ان میں سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھتے، پھر ان دونوں کو اپنے جسد شریف پر پھیرتے۔ پہلے سر اور چہرہ مبارک پر پھر جسد اطہر کے اگلے حصے پر اور جہاں تک ہاتھ پہنچے۔ ایسا عمل تین دفعہ فرماتے تھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عموماً لوگ پڑھنے کے بعد دم کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ساحروں کا ہے۔ طریقہ مسنون یہ ہے کہ پہلے دم کریں، پھر جو کچھ پڑھنا ہے پڑھیں، پھر ہاتھ پھیریں۔ اس ترتیب کے ساتھ جو حدیث شریف میں ابھی بیان ہوئی۔ واللہ الموفق۔

سورۂ اخلاص صبح و شام پڑھنے کی ترغیب

حضرت عبداللہ بن حبیبؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اقرأ قل هو الله احد والمعوّذتين حين تصبح وحين تمسي ثلاثا يكفيك من كل شيء۔ (ابن سعد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی بروایت صحیح)

نسائیؒ، عبداللہ بن احمدؒ طبرانی) صبح ہوتے وقت اور شام ہوتے وقت، سورۂ اخلاص اور معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین دفعہ پڑھ لیا کرو تو صرف ان کا پڑھ لینا تم کو ہر چیز سے کافی ہوجائے گا۔ یعنی مزید کسی ورد یا وظیفہ کی حاجت نہ ہوگی اور ہر قسم کی حاجت روا ہوگی۔" یعنی کوئی آفت نہ آئیگی اور تمام حاجات پورے ہوں گے۔ نیز حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔ یا عقبۃُ بنُ عامرٍ الا اُعلّمك خَیرَ ثلاثِ سُورٍ اُنزلت فی التوراۃِ والانجیلِ والزبورِ والفرقانِ العظیمِ قلتُ بلیٰ جعلنی اللہ فداءك قال فاقرأنی قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق، وقل اعوذ برب الناس، ثمّ قال لا تنساھنّ ولا تبیتُ لیلۃً حتّی تقرأھنّ۔ (حضرت امام احمدؒ) اے عقبہ بن عامر! کیا میں تمھیں ایسی تین بہترین سورتوں کی تعلیم نہ دوں جو توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان عظیم میں اتاری گئی ہیں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں (مجھے ضرور انکی تعلیم دیجئے) اللہ سبحانہٗ تعالیٰ آپ پر مجھ کو فدا کرے۔ کہتے ہیں کہ یہ سنکر آپ نے مجھکو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھائے پھر فرمایا کہ ان کو کبھی نہ بھولنا اور رات کو جب تک ان کو نہ پڑھ لو کبھی نہ سوجانا۔"

سورۂ اخلاص اور معوذتین کی بطورِ خاص تعلیم

حضرت عبداللہ بن انیس اسلمیؓ فرماتے ہیں :- اِنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وضع یدہٗ علی صدرہٖ ثم قال لہٗ قل فلم ادرِ ما اقولُ ثم قال قل ھو اللّٰہ احدٌ ثم قال لی قل اعوذ برب الفلق من شرِّ ما خلق حتّٰی فرغتُ منھا ثم قال لی قل اعوذ بربّ النّاس حتّٰی فرغتُ منھا فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ھٰکذا فتعوّذْ فما تعوّذَ المتعوِّذون بمثلھنّ قطُّ۔ (نسائی، ابن مردویہ، بزار بسند صحیح) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست حق پرست عبداللہ بن انیس اسلمی کے سینے پر رکھا پھر فرمایا کہ پڑھو۔ عبداللہ بن انیس کا بیان ہے کہ میں نہ جان سکا کہ کیا پڑھوں؟ پھر ارشاد مبارک ہوا کہ یوں پڑھو قل ھو اللہ احدٌ (جب میں حسب ارشاد پورا سورۂ اخلاص پڑھ چکا تو) پھر ارشاد ہوا :- قل اعوذ برب الفلق من شرِّ ما خلق۔ میں اس سے بھی فارغ ہوا تو ارشاد اقدس ہوا :- قل اعوذ برب الناس۔ جب میں (آپ کے پڑھانے کے مطابق) اس سے بھی فارغ ہو چکا تو حضور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح اللہ سبحانہٗ کی پناہ ڈھونڈتے رہو، پناہ ڈھونڈنے والے ایسی پناہ

کسی اور طریقے سے نہیں حاصل کر سکتے "

بچھو کے زہر کا دفعیہ سورۂ اخلاص اور معوذتین سے

حضرت شاہ ولایت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔ بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ یصلی فوضع یدہ علی الارض لدغتہ عقرب فتناولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعلہ فقتلہا فلما انصرف قال لعن اللہ العقرب ما تدع مصلیا ولا غیرہ او نبیا او غیرہ ثم دعا بملح وماء فجعلہ فی اناء ثم جعل یصبہ علی اصبعہ حیث لدغتہ ویمسحہا ویعوذھا بالمعوذتین وفی لفظ فجعل یمسح علیہا ویقرأ قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس

(ابن مردویہ بیہقی) ایک رات حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں آپ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا۔ پس بچھو نے آپ کو کاٹ لیا۔ حضور شہنشاہ امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نعل شریف سے لے کر مار ڈالا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ بچھو کو اپنی رحمت سے دور رکھے یہ تو نہ نمازی کو چھوڑے اور نہ غیر نمازی کو نہ نبی کا لحاظ رکھے اور نہ غیر نبی کا۔ پھر آپ نے نمک اور پانی طلب فرمایا پھر ایک برتن میں ڈال کر

(آمیزہ تیار فرمایا) اور اس کو اپنی انگشت مبارک پر جہاں بچھو کا کاٹا ڈالتے جاتے اور ملتے جاتے تھے۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ نمکین پانی انگشت مبارک پر ڈالتے اور اس پر ملتے پھر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھتے جاتے تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں:۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است   مقتضائے طبیعتش این است

ہر بیماری کا علاج سورۂ اخلاص

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اشتکی قرأ علی نفسہ بقل ھو اللہ احد۔ (دارقطنی خطیب بغدادی) حضور نبی دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بیمار ہو جاتے تو سورۂ قل ھو اللہ احد کا اپنے اوپر ورد فرمالیا کرتے" حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ من قرأ قل ھو اللہ احد فی مرضہ الذی یموت فیہ لم یفتن فی قبرہ وامن من فتنۃ القبر وحملتہ الملائکۃ یوم القیامۃ باکفھا حتی تجیزہ الصراط الی الجنۃ۔ (طبرانی ابونعیم) جس کسی نے اپنے مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھ لیا تو وہ اپنی قبر میں مبتلائے فتنہ نہ ہوگا۔ بلکہ فتنۂ قبر سے مامون ومصئون رہیگا اور قیامت کے دن اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے

رہیں گے یہاں تک کہ ان کو صراط سے پار کر کے جنت میں پہنچا دیں گے"۔

سورۂ اخلاص کی مداومت کی فضیلت

حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں: ۔ اتی رسول اللّٰہ علیہ وسلم جبرئیل وھو بتبوک فقال یا محمد اشھد جنازۃ معاویۃ بن معاویۃ المزنی فخرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ونزل جبرئیل فی سبعین الفا من الملائکۃ فوضع جناحہ الایمن علی الجبال فتواضعت ووضع جناحہ الایسر علی الارضین فتواضعت حتی نظر الی مکۃ والمدینۃ فصلی علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجبرئیل والملائکۃ فلما فرغ قال یاجبرئیل ما بلغ معاویۃ بن معاویۃ المزنی ھذہ المنزلۃ قال بقراءتہ قل ھو اللّٰہ احد قائما وقاعدا وراکبا وماشیا۔ (طبرانی)

حضور اعظم واکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے کہ جبرئیل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معاویہ بن معاویہ مزنیؓ (کا مدینہ پاک میں انتقال ہو چکا ہے ان) کے جنازہ میں شرکت فرمایئے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئے۔ پھر اپنا داہنا بازو پہاڑوں پر رکھ دیا تو تمام پہاڑ دب گئے۔ پھر

اپنا بایاں بازو زمین کے ٹیلوں پر رکھ دیا تو تمام ٹیلے بھی دب گئے۔ اب مکہ معظمہ و مدینہ منورہ (زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً) صاف نظر آنے لگے۔ پھر حضور اکرم نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ جبرئیل علیہ السلام بھی جماعت ملائکہ کیساتھ شریک نماز رہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ معاویہ بن معاویہ مزنی کو یہ منزلت کس بنا پر حاصل ہوئی اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ سورۂ اخلاص کو "اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور بحالت سواری ہر حال میں پڑھا کرتے تھے" اس وجہ سے یہ برکت اور فضیلت ان کو حاصل ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ واقعہ حضرت سعید بن المسیب سے بھی مروی ہے جس کو ابن الضریس نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ اس میں مزید صراحت یوں ہے:-

كان رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال له معاوية فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك وهو مريض ثقيل فسار رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة ايام ثم لقيه جبريل فقال ان معاوية بن معاوية توفي فحزن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ايسرك ان اريك قبره قال نعم۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام میں ایک صاحب تھے جن کا نام معاویہ بن معاویہ تھا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تھے تو یہ سخت بیمار تھے (بیماری کی وجہ سے ہی اس غزوہ میں وہ شریک نہ ہوسکے) چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفر پر تشریف فرمائی سے دس دن ہی گزرے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے معاویہ بن معاویہؓ کے وفات کی اطلاع دی جس سے حضور انور واکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطرِ اقدس پر حزن وغم طاری ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر میں ان کی قبر آپ کو دکھادوں تو کیا آپ کو خوشی ہوگی۔ ارشاد ہوا کہ ہاں ضرور۔ اس کے بعد نماز جنازہ وغیرہ کا بیان جو اوپر گزرا وہ سارا واقعہ وقوع میں آیا جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں پائی جاتی۔

مضمون بالا کی تائید یہی واقعہ حضرت انسؓ کی ایک روایت سے ثابت ہے جس کو ابن سعد، ابن الضریس، ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:- کنا مع رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتبوک فطلعت الشمسُ ذات یومٍ بضیاءٍ وشعاعٍ ونورٍ لم نرھا قبل ذلک فیما مضیٰ فجعل رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبُ بضیاءھا ونورھا اذ اتاہ جبریلُ فسألَ جبریلَ ما للشمس طلعت لھا نورٌ وضیاءٌ وشعاعٌ لم ارھا طلعت قبل ذلک فیما مضیٰ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ساتھ ہم مقام تبوک میں تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آفتاب نہایت روشن، شعاعوں والا اور منور طلوع ہوا ایسا کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی روشنی اور نورانیت پر متعجب تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا۔ کیا بات ہے کہ آج آفتاب ایسی روشنی اور شعاعوں اور نورانیت کے ساتھ طلوع ہوا ہے؟ کہ اس سے پیشتر ہم نے کبھی نہیں دیکھا" اس پر جبرئیل علیہ السلام نے معاویہ بن معاویہ لیثی کی وفات کی خبر سنائی۔ اور مذکورالصدر قصہ بیان کیا۔ حضرت انس رضی سے قریب قریب اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی دوسری سند کے ساتھ آئی ہے جس سے اس واقعہ کی مزید تائید ہوتی ہے بہرحال ان تمام روایات سے سورۂ اخلاص کے پڑھتے رہنے اور اس کا ورد جاری رکھنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

سفر پر جاتے وقت سورۂ اخلاص پڑھنے کی ہدایت

حضرت شاہ ولایت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ من اراد سفرا فاخذ بعضادتی منزلہ فقرأ احدی عشرۃ قل ھو اللہ احد کان اللہ لہ حارسا حتی یرجع۔

(ابن النجار) جس نے کسی سفر کا قصد کیا اور اپنے گھر کی چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کے گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کے سفر سے واپس آنے تک اس کی حفاظت فرماتا رہیگا۔" فقیر عرض کرتا ہے کہ یہ حفاظت صرف اس کی جان کی حد تک محدود نہیں بلکہ اس کے تمام گھر، اور گھر میں جو کچھ دولت و مال، اہل و عیال، نیز اپنے ساتھ جو کچھ مال و متاع، زادِ راہ وغیرہ کی قسم سے ہے سبھی داخل ہے۔ جیسا کہ انسان چاہتا ہے انشاء اللہ سب کچھ محفوظ رہیگا۔

سنتِ مغرب میں سورۂ اخلاص پڑھنے کی ترغیب

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "من صلی بعد المغرب رکعتین قبل ان ینطق مع احد یقرأ فی الاولی بعد الحمد وقل یا ایھا الکافرون وفی الرکعۃ الثانیۃ بالحمد وقل ھو اللہ احد خرج من ذنوبہ کما تخرج الحیۃ من سلخھا۔ (ابن النجار) جس کسی نے مغرب (کی فرض نماز) کے بعد دو رکعتیں ادا کیں قبل اس کے کہ کسی سے کوئی کلام کرے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ کافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے تو وہ اپنے (صغیرہ) گناہوں سے ایسا نکل آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کچھلی سے باہر آجاتا ہے۔"

معلوم ہے کہ سانپ جب اپنی کچلی جھاڑ دیتا ہے تو اس کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح نمازی بھی تمام صغیرہ گناہوں سے پاک ہو کر نئی زندگی شروع کرتا ہے مغرب کے بعد دو رکعتیں سنت پڑھی جاتی ہیں۔ ان ہی رکعتوں میں مذکورہ قرأت ادا کی جائے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

سورۂ اخلاص و معوذتین جمعہ کے دن پڑھنے کی ترغیب

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ من قرأ بعد صلاۃ الجمعۃ قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس سبع مرات اعاذہ اللہ بھا من السوء الی الجمعۃ الاخری۔ (ابن السنی) جس کسی شخص نے نماز جمعہ کے بعد سورۂ اخلاص اور معوذتین سات سات دفعہ پڑھ لیا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ انکو ان قرأت کی بدولت آئندہ جمعہ تک ہر برائی سے اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔" ظاہر ہے کہ ہفتہ کے سات دن ہوتے ہیں لہذا اگر ان سورتوں کو سات سات دفعہ پڑھ لیا جائے تو پورے ہفتہ تک ہر برائی سے اللہ کی پناہ مل جاتی ہے اور کیا چاہیئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ فرض جمعہ اور سنتوں کی ادائی کے بعد ان سورتوں کو پڑھ لیا جائے۔

فضائل سورۂ اخلاص پر ایک مستقل تصنیف

حافظ حدیث ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اخلاص کے فضائل میں ایک مستقل کتاب ہی لکھی ہے جس میں وہ تمام احادیث شریفہ جو اس باب میں آئی ہیں ان سب کو جمع کر دیا ہے۔ منجملہ ان احادیث کے جو دوسری کتابوں میں لکھی گئی ہیں انکو چھوڑکر یہاں صرف چند احادیث شریفہ گوش گزار کی جاتی ہیں جو اس کتاب کی خصوصیات سے ہیں۔ حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی مروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ قل ھو اللہ احد فکانما قرأ ثلث القرآن ومن قرأھا عشر مرات بنی اللہ اقصرا فی الجنۃ فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ اذن نستکثر یا رسول اللہ فقال اللہ اکثر واطیب ردّدھا مرتین۔ (حسن سمرقندی) ہم کو یہ حدیث شریف پہنچی ہے کہ حضور رحمتی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورۂ اخلاص ایک دفعہ پڑھ لیا تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔ اور جس نے اس سورت شریفہ کو دس دفعہ پڑھ لیا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک محل تیار فرماتا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! پھر تو ہم بہت سارے محل تیار کرلیں گے۔ ارشاد ہوا کہ "(اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فضل وکرم) اس سے بھی بہت زیادہ اور پرلطف ہے"

اس جملہ کو دو دفعہ دہرایا۔"

سورۂ اخلاص ایک سے زیادہ دفعہ پڑھنے کی ترغیب

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ من قرأ قل ھو اللہ احد فکأنما قرأ ثلث القرآن ومن قرأ قل ھو اللہ احد مرتین فکأنما قرأ ثلثی القرآن ومن قرأ قل ھو اللہ احد ثلاث مرات فکأنما قرأ جمیع ما انزل اللہ۔ (حسن سمرقندی) جس نے سورۂ اخلاص ایک دفعہ پڑھا تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔ اور جس نے سورۂ اخلاص دو دفعہ پڑھا تو گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھ لیا۔ اور جس نے سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھا تو گویا اس نے اللہ سبحانہ کا اتارا ہوا پورا کلام پڑھ لیا۔" جمیع ما انزل اللہ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ پورا قرآن کریم پڑھ لیا۔ دوسرے یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنا کلام توریت، انجیل، زبور، قرآن کریم، صحف ابراہیم، صحف موسیٰ اور تمام صحیفے جو دیگر انبیاء مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم پر وقتاً فوقتاً نازل فرمائے ہیں ان سب کو پڑھ لیا۔

سورۂ اخلاص زیادہ پڑھتے رہنے کی ترغیب

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول اقدس و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَن قرأ قل ہو اللہ احد مرۃ بورك عليه ومن قرأها مرتين بورك عليه وعلى اهل بيته ومن قرأها ثلاث مرات بورك عليه وعلى اهل بيته وجيرانه ومن قرأها اثنتي عشرة مرة بنى الله له اثنى عشر قصرا ومن قرأها عشرين مرة كان مع النبيين هكذا وضم الوسطى والتي تليها الابهام ومن قرأها مائة مرة غفر الله له ذنوب خمس و عشرين سنة الا الدين والدم ومن قرأها مائتي مرة غفرت له ذنوب خمسين سنة ومن قرأها اربعمائة مرة كان له اجر اربعمائة شهيد كل عقر جواده واهريق دمه ومن قرأها الف مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة او يرى له۔ (حافظ سمرقندی) جس کسی شخص نے سورۂ قل ہو اللہ احد کو ایک دفعہ پڑھا تو اس پر برکت نازل ہوگی۔ اور جس نے اس کو دو دفعہ پڑھا تو اس پر اور اس کے تمام گھر والوں پہ برکت نازل ہوگی اور جو اس کو تین دفعہ پڑھیگا تو اس پر اور اس کے گھر والوں پر اور اس کے پڑوسیوں پر برکت نازل ہوگی۔ اور جس نے بارہ دفعہ پڑھا تو اللہ سبحانہ تعالی اس کے لئے (جنت میں) بارہ محل تیار فرمائے گا۔ اور جس نے بیس بار پڑھا تو وہ انبیاء علیہم السلام کے ایسا قریب ہوگا۔ جیسی درمیانی انگلی اور اس کے اور

انگوٹھے کے درمیان کی انگلی دونوں قریب ہیں۔ اور جس نے سو دفعہ پڑھا تو اس کے پچیس سال کے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے۔ بجز اس کے کہ کسی کا کچھ مال دینا ہو یا کسی کا خون کیا ہو (کیوں کہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے) اور جو کوئی دو سو دفعہ پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جائیںگے اور جس نے چار سو دفعہ پڑھا تو اس کو چار سو شہیدوں کا ثواب ملیگا جن میں سے ہر ایک نے اپنی سواری کا گھوڑا کٹادیا ہو اور اپنی جان کی بازی بھی لگادی ہو۔ اور جو ایک ہزار بار پڑھے تو جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے یا اسکو نہ دکھادیا جائے اس جہاں سے گزرنے نہ پائے گا"

ایک بار سورۂ اخلاص پڑھنا راہ خدا میں ایک ہزار گھوڑا بھیجنے کے برابر ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قرأ قل هو الله احد الف مرة كانت احب الى الله من الف ملجمة مسرجة فى سبيل الله۔ (حافظ سمرقندی) جو کوئی شخص ایک ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اس کی یہ پڑھائی اللہ سبحانہ کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ میں ایک ہزار گھوڑے مع ساز و سامان بھیج دینے سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے"

سورۂ اخلاص کو روزانہ دس دفعہ پڑھنے کی فضیلت

کعب احبار کہتے ہیں:۔

من واظب علی قراءۃ قل ھو اللہ احد وآیۃ الکرسی عشر مرات فی لیل اونھارا ستوجب رضوان اللہ الاکبر وکان مع انبیآئہ وعصم من الشیطان۔ (حافظ سمرقندی) جو کوئی شخص سورۂ اخلاص اور آیۃ الکرسی دن یا رات میں دس دفعہ روزانہ پڑھنے کا پابند ہوجائے تو وہ خدائے اکبر کی خوشنودی کا مستحق ہوگا۔ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا' اور شیطان سے محفوظ رہے گا۔"

سورۂ اخلاص تیس دفعہ پڑھنے کی فضیلت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من قرأ قل ھو اللہ احد ثلاثین مرۃ کتب اللہ لہ براءۃ من النار وامانا من العذاب والامان یوم الفزع الاکبر۔ (حافظ سمرقندی) جو کوئی شخص سورۂ اخلاص تیس دفعہ پڑھ لے تو اللہ سبحانہ اس کے لئے نار دوزخ سے براءت لکھ دیتا ہے اور عذاب سے امان دیتا ہے' اور جس دن سب لوگ بڑی گھبراہٹ میں ہوں گے (یعنی بروز قیامت) اللہ تعالی اس کے لئے اس بڑی گھبراہٹ سے امان لکھ دے گا۔"

گھر میں آنے کے بعد فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے

ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔ من اتی منزلہ فقرأ الحمد للہ وقل ھو اللہ احد نفی اللہ عنہ الفقر وکثر خیر بیتہ حتیٰ یفیض علی جیرانہ ۔ (حافظ سمرقندی) جو شخص اپنے گھر آئے اور سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کے گھر سے افلاس دور کردے گا اور اس کے گھر کی خیر و برکت اتنی زیادہ ہو گی کہ اس کے پڑوس میں رہنے والے بھی اس سے فیض یاب ہوں گے ۔" اس حدیث شریف سے فاتحہ مروجہ کی فضیلت اور اس کی خیر و برکت کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ فاتحہ مروجہ میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص ہی پڑھا جاتا ہے ۔

سورۂ اخلاص کی محبت اللہ کی محبت کو مستلزم

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث رجلا علی سریۃ فکان یقرأ لاصحابہ فی صلاتہم بقل ھو اللہ احد فلما رجعوا ذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال سلوہ لای شیئ یصنع ذلک فسألوہ فقال لانہ صفۃ الرحمن فانا احب ان اقرأہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ فقال اخبروہ ان اللہ تعالی یحبہ ۔ (بخاری)

مسلم، نسائی، بیہقی) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک فوجی دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ اب وہ ان کی امامت کرتے تو نمازوں کی ہر رکعت میں اپنی قراءت سورۂ قل ہو اللہ احد پر ختم کیا کرتے۔ جب یہ لوگ واپس ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ ان سے دریافت کرو کہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ ان لوگوں نے سبب دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ پورا سورہ خدائے رحمٰن کی صفت کے بیان میں ہے اس لئے میں اس کو (ہر رکعت میں) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ انھوں نے آن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا' ان سے کہہ دو کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ بھی ان کو دوست رکھتا ہے" بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے:۔ حبك ایاھا ادخلك الجنة۔ سورۂ اخلاص کے ساتھ تمھاری اس محبت نے تم کو جنت میں پہنچا دیا" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سورۂ اخلاص پڑھنے سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ اذا نقر فی الناقور اشتد غضب الرحمٰن فتنزل الملائکة فیأخذون باقطار الارض فلا یزالون یقرأون قل ھو اللہ احد حتی یسکن غضبه۔ (طبرانی) جب صور پھونکا جائے گا تو

خدائے رحمان کا غضب تیز تر ہو جائے گا۔ اس وقت فرشتے اترتے جائیں گے اور زمین کے کنارے تھام لیں گے پھر سورۂ اخلاص پڑھتے جائیں گے تا آنکہ اس کے غضب کو سکون حاصل ہو جائے گا۔" حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ من قرأ قل هو الله احد الف مرة فقد اشترى نفسه من الله وهو من خاصة الله۔ (حافظ سمرقندی) "جس نے سورۂ اخلاص کو ایک ہزار بار پڑھا تو اس نے اپنی جان کو اللہ سبحانہ سے خرید لیا۔ اور وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہو گا۔"

سورۂ اخلاص کی عظمت حضرت ربیع بن خثیمؒ فرماتے ہیں:۔ سورة من كتاب الله يراها الناس قصيرة واراها عظيمة طويلة يحب الله محبتها ليس لها خلط فاتكم قرأها فلا يجمعن اليها شيئاً استقلالاً لها فانها تجزئه۔ (درمنثور ص) اللہ سبحانہ کی کتاب میں ایک سورت شریفہ ہے لوگ اس کو مختصر اور چھوٹی سی سورت سمجھتے ہیں اور میں اس کو نہایت باعظمت اور دراز خیال کرتا ہوں۔ اس سورت شریفہ سے محبت رکھنے والے سے خدائے تعالیٰ کو محبت ہے اس کو مختصر جان کر اس کے ساتھ کسی اور چیز کو نہ ملاؤ وہ ہر مقصد کیلئے کافی ہے۔"

ایک شبہہ کا ازالہ | یہاں ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ اوپر جو احادیث شریفہ بیان ہوئے ان میں سورۂ اخلاص کے ساتھ آیۃ الکرسی، معوذتین اور سورۂ فاتحہ وغیرہ کو بھی ملایا گیا ہے اور یہاں سورۂ اخلاص کے ساتھ اور کسی چیز کو نہ ملانے کی ہدایت دیجا رہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں جو ممانعت فرمائی جا رہی ہے اس میں یہ صراحت موجود ہے۔ استقلالاً بہا یعنی سورۂ اخلاص کو قلیل اور مختصر نہ تصور کیا جائے اور اس خیال سے اس کے ساتھ کسی اور سورت یا آیۃ کو نہ ملایا جائے۔ یہاں دراصل سورۂ اخلاص کو قلیل تصور کرنے سے منع فرمایا جا رہا ہے۔ اگر ایسا خیال نہ کیا جائے بلکہ سورۂ اخلاص کی عظمت اور اس کے فضائل و مناقب کی کثرت کو پیش نظر رکھ کر اس کے ساتھ دیگر آیات یا سورتیں ملائی جائیں تو اس کی ممانعت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

بہر حال سورۂ اخلاص کے فضائل و فوائد بہت ہیں۔ یہاں اب تک جس قدر بیان ہوا وہ مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہے۔ ورنہ اور بھی بہت سارے فضائل و فوائد ہیں جو احادیث شریفہ میں موجود ہیں۔ صرف بخیال طوالت و ملالت اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

شانِ نزول

سورۂ اخلاص اللہ تعالیٰ کا نسب نامہ ہے | سورۂ اخلاص کے شان نزول کے

باب میں بھی کئی احادیث شریفہ وارد ہیں۔ اختصار کے مدنظر چند روایات عرض کی جاتی ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انسب لنا ربک فانزل اللہ قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ (ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، ابو نعیم، بیہقی بسند حسن) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک اعرابی نے آکر عرض کیا کہ آپ کے رب (پروردگار) کا نسب نامہ ہم سے بیان کیجئے۔ اس وقت سورۂ اخلاص نازل ہوا۔

دوسری روایت یوں ہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان المشرکین قالوا یا محمد انسب لنا ربک فانزل اللہ قل ھو اللہ احد (حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ، تاریخ بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، بغوی، ابن المنذر، حاکم بروایت صحیحہ، بیہقی) مشرکین نے کہا۔ محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو آپ کے پروردگار کا نسب نامہ بتلائیے۔ اس وقت سورۂ اخلاص (ان کے جواب میں) نازل ہوا۔

اسی مضمون کی روایات، حضرات عکرمہ، ابو العالیہ، ابن مسعود، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہیں۔

عرض فقیر | فقیر عرض کرتا ہے کہ اقوام عالم میں عرب ہی ایک ایسی قوم ہے جس کے

نزدیک نسب کی بڑی اہمیت ہے ۔ وہ اپنے انساب پر بڑا فخر کرتے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کے نام پر مرمٹنے کے لئے تیار رہتے ہیں ۔ اگر کسی بڑے شخص تک ان کا سلسلۂ نسب منتہی ہوتا ہے تو وہ عالی خاندان سمجھے جاتے اور دوسروں کے مقابلے میں ان کی بڑی عزت و توقیر کی جاتی ہے ۔ اور اگر کسی کا سلسلہ کسی معمولی شخص پر ختم ہوتا ہے تو اس کو ذلیل سمجھا جاتا ہے ۔ قوم میں اس کی عزت نہیں ۔ بیٹا بیٹی کا لین دین ہوتا ہے تو سب سے پہلے نسب ہی کا سوال ہوتا ہے یہاں تک کہ جنگ کے موقع پر بھی جو قبیلہ نسبی اعتبار سے اگر ان کا ہم پلہ نہ ہو تو اس سے لڑنا تک گوارا نہیں کرتے ۔ غزوۂ بدر میں کفار کے مقابلے کے لئے چند انصاری صحابہ نے اپنے آپ کو پیش کیا تو مشرکین مکہ نے جو قریش سے تھے دریافت کیا کہ تم لوگ کون ہو کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو تو انصار نے جواب دیا کہ ہم اوس و خزاج سے ہیں ۔ یہ سنتے ہی قریش نے انکار کر دیا کہ تم لوگ کسان ہو یعنی کھیتی باڑی کرنے والے ۔ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حکم فرمایا کہ مقابلہ کے لئے تم لوگ جاؤ جو بنی ہاشم سے تھے ۔ اس وقت قریش مقابلے کے لئے آئے ۔ ابو جہل سردار قریش کو مدینے کے دو کم عمر لڑکے معاذ بن عفرا اور معوذ بن عفرا نے قتل کیا تو ابو جہل مرتے ہوئے بھی

بڑی حسرت سے کہہ رہا تھا۔ یالیتنی غیرا کار قتلنی۔ اے کاش کہ مجھ کو کسانوں کے سوا کوئی اور عالی خاندان شخص قتل کیا ہوتا۔" الغرض مشرکین قریش نے دریافت کیا کہ اللہ کا سلسلہ نسب بیان کیا جائے تاکہ ان کو غور کرنے کا موقع مل سکے کہ اسکی عبادت کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

مشرکین کا ایک سوال اور اس کا جواب

یہ بھی آیا ہے کہ بعض مشرکین نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا:۔ اخبرنا عن ربّک صف لنا ربّک ما ھو ومن ای شیئ ھو۔ (ابن جریر عن عکرمہ) اپنے رب کے بارے میں ہم کو باخبر کیجئے اور ہم سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ آپ کے رب کی حقیقت اور اہلیت کیا ہے اور وہ کس چیز کا ہے؟" یہ اس لئے دریافت کیا کہ مشرکین چند تین سو ساٹھ باطل خداؤں اور من گھڑت معبودوں کی پرستش کرتے تھے کوئی پتھر کا بت تھا۔ کوئی لوہے، تانبے، پیتل، جست سے بنا ہوا تھا اور کوئی چاندی، سونے، ہیرے جواہر کا۔ چنانچہ فی زمانہ جن بتوں کی پرستش جاری ہے ان میں مٹی، گوبر سے بھی بنائے ہوئے ہوتے ہیں اور کوئی چاندی سونے سے بنا کر ان کے گلوں میں موتی، ہیرے، لعل و جواہر کے ہار ڈالتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کا جواب سورۂ اخلاص کے ذریعہ دیا جس سے اللہ جل شانہ کی شان خدائی ظاہر و نمایاں ہوتی ہے۔

یہودیوں کا سوال اور اس کا جواب

بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے ایسا سوال کیا تھا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- جاءت یہود خیبر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا ابا القاسم خلق اللہ الملائکۃ من نور الحجاب وآدم من حما مسنون وابلیس من لھب النار والسماء من دخان والارض من زبد الماء فاخبرنا عن ربک فلم یجبھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ جبریل بھذہ السورۃ۔ (ابوالشیخ ابو بکر سمرقندی) حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خیبر کے یہودی آئے اور عرض کیا۔ ابوالقاسم! اللہ نے فرشتوں کو نور حجاب سے پیدا کیا، اور آدم کو خمیر کی ہوئی مٹی سے اور ابلیس کو آگ کے شعلوں سے اور آسمان کو دھوئیں سے، اور زمین کو پانی کی جھاگ سے لہذا ہمیں آپ کے رب کے بارے میں واقف کرایئے (کہ اسکی کیا شان ہے؟) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کچھ جواب ادا نہ فرمایا (اس وجہ سے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کی نسبت کچھ خبر نہیں دی گئی تھی۔) اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور اپنے ساتھ سورۂ اخلاص لائے" سورۂ اخلاص تو مکہ مکرمہ ہی میں نازل ہو چکا تھا۔ یہاں صرف یہ بتانا منظور ہے کہ

اسی میں یہودِ خیبر کا جواب بھی موجود ہے۔

یہود کی کج بحثی اور اس کا جواب

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں:۔ اتی رھط من الیھود النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا لہ یا محمد هذا اللّٰہ خلق الخلق فمن خلقہ فغضب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی انتقع لونہ ثم ساورھم غضبا لربہ فجاءہ جبریل فسکنہ وقال اخفض علیک جناحک وجاء من اللّٰہ جواب ما سألوہ عنہ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت مبارک میں یہود کی ایک جماعت آئی اور اس نے دریافت کیا کہ محمد! (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) یہی اللہ ہے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا پھر اس کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سنتے ہی آپ غضبناک ہوگئے یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہوگیا اور اس نے محض اللہ واسطے اپنی برہمی کا اظہار فرمایا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا کہ اپنے آپ کو سہولت و آرام دیجئے۔ اور ساتھ ہی ان کے سوال کا جواب بتا دیا گیا کہ ان سے یوں فرمائیے کہ وہ اللہ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے' نہ اس نے کسی کو جنا' اور نہ اس کو کسی نے جنا' اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہو سکتا ہے۔"

یہود کی کج بحثی پر حضورؐ کا عتاب

فلما تلا علیهم قالوا صف لنا ربك كيف خلقه و كيف عضده وكيف ذراعه فغضب النبي صلى الله عليه وسلم اشد من غضبه الاول وساورهم غضبا فاتاه جبريل فقال له مثل مقالته واتاه بجواب ما سألوه عنه وما قدروا الله حق قدره والارض جميعا قبضته يوم القيامة والسماوات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون ۔ (ابن جریر، ابن المنذر) پھر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت یہود کو سورۂ اخلاص پڑھ سنایا تو وہ کہنے لگے کہ آپ اپنے رب کے متعلق یہ بیان فرمائیے کہ اس کی تخلیق کیسی ہوئی، اس کا بازو کیا ہے اور اس کی کلائی کیسی ہے؟ اس (بے ڈھنگے اور گستاخانہ) سوال پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے زیادہ غضبناک ہوئے اور ان پر اپنے غضب کا اظہار فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام دوبارہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پہلے کی طرح آپ کو تسلی دی جس سے خاطر مبارک کو تسکین ہوئی ۔ اور ان کے سوال کا جواب یوں دینے کے لئے کہا کہ ان لوگوں نے اللہ سبحانہ کی قدر و منزلت جیسی چاہیے اس کا حق ادا نہ کیا (واقعہ یہ ہے کہ) ساری زمین قیامت کے دن اس کے قبض و تصرف میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ پر لپیٹے ہوئے ہوں گے ۔

(یوں تو اس کے دونوں ہاتھ بابرکت ہیں) اس کی ذات پاک ہے اور یہ لوگ جو مشرکانہ خیالات رکھتے ہیں ان سب سے بلند و برتر ہے۔"

گستاخ سائلین کو سزا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ ان عامر بن الطفیل واربد بن ربیعۃ اتیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عامر الی ما تدعونا یا محمد قال الی اللہ تعالی قال صفہ لنا امن ذھب ھو او من فضۃ ام من حدید او من خشب فانزلت ھذہ السورۃ فاھلک اللہ اربد بالصاعقۃ وعامرا بالطاعون (بغوی) عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ عامر نے کہا۔ محمد آپ ہم کو کس کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے کی۔ عامر نے کہا ذرا اس کا وصف تو ہم سے بیان کیجئے۔ کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا؟ لوہے کا ہے یا لکڑی کا؟؟ اس سوال پر یہ سورت کریمہ نازل ہوئی۔ ان میں سے اربد کو اللہ سبحانہ تعالی نے بجلی کے ذریعہ ہلاک کیا اور عامر کو طاعون سے۔" بہرحال ان لوگوں نے جناب باری میں گستاخی کی تھی اسی دنیا میں یہ سزا انکو ملی۔ آخرت کا دائمی عذاب اس کے علاوہ ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت ہی رحم والا ہے۔ 112-

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ 112-

112-

ع۱ ۳۷ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ یکتا ہے، اللہ بے نیاز 112-

ہے، وہ کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا، اور نہیں ہے اسکے جوڑ کا کوئی۔"

قل ھو اللہ احد کی تفسیر | قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اے نبی کریم) آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک (یکتا) ہے۔" یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ارشاد ہو رہا ہے کہ اے نبی کریم! آپ سے جو کوئی لوگ (خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں، یا مشرکین و کفار، یا مجوس اشرار) اللہ سبحانہ تعالیٰ کا نسب نامہ دریافت کرتے ہیں یا اپنے جیسی مخلوق تصور کرکے اس کے اعضاء و جوارح کا حال پوچھتے ہیں ان سب سے صاف صاف فرما دیجئے کہ وہ اللہ اپنی ذات میں ایک اور اپنی صفات میں یکتا ہے۔ اس کی ذات واحد تمامی صفات کمالیہ کی جامع، اور ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک اور منزہ ہے۔

اقوام عالم پر ایک نظر | اقوام عالم پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں مختلف عقائد و ادیان کے لوگ رہتے بستے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی نسبت ان کے

عجیب و غریب خیالات اور اوہام ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک باپ اور ایک ماں (آدم و حوا) کی اولاد ان گوناگوں متضاد خیالات کی حامل کس طرح بن گئی حقیقت کیا ہے اور شیطان نے ان کو کس طرح بہکایا؟ دہریئے کہتے ہیں کہ خدا کا وجود ہی نہیں (نعوذ باللہ منہ) فی زمانہ روسیوں کو یہی خبط سمایا ہوا ہے۔ ان کے بیانات اخباروں میں آرہے ہیں۔ وہ صاف صاف نہایت ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ وہ خدا کے وجود کے قائل نہیں۔ مجوسی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) خالق دو ہیں۔ ایک خالق خیر جس کا نام "یزدان" ہے اور دوسرا خالق شر جس کا نام "اہرمن" ہے۔ نصاریٰ تثلیث کے قائل ہیں۔ اور مشرکین کا کیا کہنا کہ انھوں نے سارے خدائی اختیارات تینتیس کروڑ دیوتاؤں میں تقسیم کر رکھے ہیں اور خدائی میں ان سب کو شریک و سہیم بنائے رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ مگر قرآن کریم نے صرف ایک ہی مختصر سے جملہ میں ان تمام مزعومات باطلہ اور معتقدات فاسدہ کا رد فرمایا۔ اور ہمارے ہادی برحق اللہ کے پیارے رسولؐ سید المرسلین خاتم النبیین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو ہدایت فرما دی کہ وہ بلا خوف تردید اعلان عام فرمائیں: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (اے نبی کریم!) آپ فرما دیجئے کہ وہ اللہ (اپنی ذات میں) ایک (اور اپنی صفات میں) یکتا ہے"

الخرافات

اس میں دھریوں کا رد ہوگیا کیونکہ اللہ موجود ہے واجب الوجود ہے۔ مجوسیوں کا رد بھی ہوگیا کہ اللہ دو نہیں ایک ہے۔ نصاریٰ کا بھی رد ہوگیا۔ جو قائل تثلیث ہیں مشرکین کا بھی رد ہوگیا جنھوں نے ایک تعداد کثیرہ کو خدائی کا حصہ دار ٹھہرایا اور خدائی صفات و اختیارات ان میں بانٹ دئے ہیں۔ بہرحال اس مختصر سی آیت کریمہ میں تمام مذاہب باطلہ کا رد ہوگیا۔ اور مذہب حق کا نہایت قوت کے ساتھ اعلان فرمادیا گیا۔

احد کی تفسیر اور طلبۂ علوم عربیہ سے خطاب

علمائے لغت لکھتے ہیں کہ اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کے معنی ایک کے ہیں لیکن کلام عرب میں ان کا طریقۂ استعمال موقع اور محل کے لحاظ سے جدا جدا ہے۔ قرآن کے ذریعہ بھی فرق پہچاننے میں مدد لی جاسکتی ہے۔ اگر کلام منفی ہو تو احد استغراق کا فائدہ دیگا۔ مثلاً ما فی الدار احد کے معنی یہ ہیں کہ گھر میں کوئی نہیں ہے۔" اور اگر یوں کہا جائے کہ ما فی الدار واحدٌ تو معنی یہ ہوں گے کہ گھر میں ایک نہیں ہے۔" ممکن ہے کہ ایک سے زیادہ ہوں۔ اور اگر کلام مثبت ہو تو احد کا استعمال تین طریقوں سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ احد کے ساتھ کوئی اور عدد بھی مذکور ہو۔ جیسے احد عشر اور احد و عشرون وغیرہ۔ یعنی گیارہ ۱۱ اور اکیس ۲۱ ایسے موقع پر واحد و عشرۃ اور

واحد وعشرون بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ لفظ احد کو مضاف یا مضاف الیہ بنا کر استعمال کیا جائے۔ جیسے امّا احدکما فیسقی ربہ خمرا۔ یہ مثال لفظ احد کو مضاف کرنے کی ہے۔ اور یوم الاحد بہ صورت احد کو مضاف الیہ بنانے کی ہے۔ یہاں احد کی جگہ واحد کا استعمال نہیں کیا جائیگا تیسری صورت یہ ہے کہ لفظ احد کو مطلقاً ذکر کیا جائے اس کے ساتھ نہ تو کوئی عدد مذکور ہو اور نہ اس کو مضاف یا مضاف الیہ بنایا گیا ہو بلکہ بطور وصف استعمال ہو۔ اس صورت میں احد کا اطلاق صرف اللہ جل شانہ پر ہوگا اور یہ کلمہ محض وصف الٰہی قرار پائے گا۔ کسی اور کے وصف میں احد کا استعمال نہ ہوگا۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور لفظ واحد وصف الٰہی بھی ہو سکتا ہے جیسے والھکم اللہ واحد۔ اور دوسروں کا وصف بھی لایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ احد اور واحد کا جب اللہ سبحانہ کے وصف کے طور پر استعمال ہو تو احد کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ سبحانہ کی ذات میں کوئی شریک نہیں۔ اور واحد کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اس لئے ہم نے احد کے معنی "یکتا" لکھے ہیں۔ واللہ اعلم

اللہ الصمد کی تفسیر | اللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ اللہ بے نیاز ہے۔" مفسرین کرام نے "صمد" کے مختلف معانی لکھے ہیں۔ اور سلف صالحین سے بھی اس کے متعدد معانی منقول ہیں۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں :۔ الصمد الذی لاجوف لہ۔ (ابن جریر) صمد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو۔ اس کی تائید حضرت ضحاک کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے :۔

قالت الیھود یا محمد صف لنا ربّك فانزل اللہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد۔ فقالوا امّا الاحد فقد عرفناہ فما الصمد قال الذی لاجوف لہ (طبرانی) یہود نے کہا۔ محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے اپنے رب کا وصف بیان کیجئے۔ اس وقت یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں :۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ یہ سن کر یہود نے کہا کہ احد کے معنی تو ہم پہچان چکے۔ صمد سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا صمد وہ ہے جس کو بھوک پیاس وغیرہ کی خواہشات نہیں۔" یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ حسن بصریؒ اور سعید بن جبیر سے مروی ہے۔ حضرت شعبی فرماتے ہیں :۔ الذی لا یأکل ولا یشرب۔ صمد وہ جو نہ کھاتا ہو اور نہ پیتا ہو۔" حضرت ابو العالیہؒ اور حضرت ابی بن کعبؓ بھی یہی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔ وھو یُطعِمُ ولا یُطعَمُ ۔ اللہ پاک کی صفت یہ ہے کہ وہ سب کو رزق دیتا ہے اور ان کے کھلانے کا انتظام فرماتا ہے۔ اور خود اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ نہ رزق کی اور نہ کسی اور چیز کی۔ بالفاظ دیگر یہ بتانا منظور ہے کہ اسکی حقیقت تک

عقول و اوہام کی رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ افہام اس کا ادراک کر سکتے ہیں۔ حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ فرماتے ہیں :۔ ھو السید الذی قد انتھی سوددہ ۔ صمد ایسا سردار اور آقا ہے جس کی سرداری انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔ الصمد السید ھو المقصود الیہ فی الرغائب المستغاث بہ عند المصائب۔ صمد ایسا سردار اور آقا جس کی طرف تمام مطالب میں رجوع کیا جاتا اور جملہ مصائب میں اس کے پاس داد خواہی اور فریاد کی جاتی ہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے :۔ ھو السید الذی قد کمل فی سوددہ، والشریف الذی قد کمل فی عظمتہ والحلیم الذی قد کمل فی حلمہ، والعلیم الذی قد کمل فی علمہ، والحکیم الذی قد کمل فی حکمتہ وھو الذی قد کمل فی انواع الشرف والسودد۔ (روح المعانی) صمد ایسا سردار جو سرداری کے اعلیٰ کمال پر پہنچا ہوا ہو۔ اور ایسا شریف (بلند و برتر) جو اپنے شرف کی انتہا پر فائز ہو۔ اور ایسا باعظمت جو اپنی عظمت میں کامل و اکمل ہو۔

اور ایسا حلیم و بردبار جو اپنے حلم میں کمال درجہ رکھتا ہو۔ اور ایسا علیم جو اپنے علم میں بے انتہا کمال سے ممتاز ہو۔ اور ایسا حکیم جو اپنی حکمت میں کمال کی صفت سے موصوف ہو۔ بہرحال وہ ایسا کامل و اکمل جو بلندی و برتری اور سرداری و آقائی کے جملہ انواع میں صفت کمال سے متصف ہو۔" حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ــــ

ھو المستغنی عن کل احد المحتاج الیہ کل احد۔ صمد وہ ہے جو تمام کائنات میں سب سے مستغنی ہو اور ہر ایک اس کا محتاج ہو۔" حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں:۔ ھو الکامل فی جمیع صفاتہ و افعالہ۔ صمد وہ ہے جو اپنے تمام صفات اور افعال میں درجہ کمال رکھتا ہو۔" حضرت ربیع فرماتے ہیں:۔ ھو الذی لا تعتریہ الآفات۔ صمد وہ ہے جس پر کوئی آفت نہیں آسکتی۔" مقاتل بن حیان فرماتے ہیں:۔ ھو الذی لا عیب فیہ۔ صمد وہی ہے جس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو۔" حضرت قتادہ فرماتے ہیں:۔ ھو الباقی بعد خلقہ۔ صمد وہ ہے جو اپنی تمام مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہے۔" معمر کہتے ہیں:۔ ھو الدائم۔ جو ہمیشہ رہنے والا ہے وہی صمد ہے۔" مُرّہ ہمدانی کا قول ہے:۔ ھو الذی لا یبلیٰ ولا یفنیٰ۔ صمد وہ ذات جو نہ کبھی بوسیدہ ہو اور نہ فنا ہو۔" یہ بھی فرمایا:۔ ھو الذی یحکم ما یرید

ویفعل ما یشآء لا معقب لحکمہ ولا رآد لقضائہ ۔ صمد وہی ہے جو چاہے اس کا حکم فرمائے ۔ اور جو چاہے کرے ۔ کوئی اس کے حکم کو پس پشت نہیں ڈال سکتا اور نہ کوئی اس کے فیصلے کو رد کر سکتا ۔"

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ ان تمام تفاسیر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض نے ایجابی پہلو اختیار فرمایا ہے اور بعض نے سلبی ۔ ایجابی طریقے سے تفسیر کی جائے یا سلبی طریقہ سے ۔ نتیجہ اور مآل ایسے صفات کو ثابت کرنا پیش نظر ہے جن سے اس کا کمال اور یکتائی ظاہر ہو ۔ اور ایسے صفات سے اس کو مبرا و منزہ ثابت کرنا منظور ہے جو اس کی شایان شان نہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ جو ذات جملہ صفات کمالیہ کی جامع ہو اور ہر ایسی صفت جو موجب نقص و زوال ہے اس سے پاک اور منزہ ہو وہ صمد ہے یعنی حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہی متجمع صفات کمال ہے ۔ وحدہٗ لا شریک لہٗ ۔ اسی وجہ سے علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ الصمد کی تفسیر میں جس قدر اقوال و آثار مروی ہیں ان میں کوئی تضاد و تخالف نہیں ہے ۔ ہر ایک تفسیر بجائے خود درست ہے ۔ ان سب کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے :۔ ھو الذی یصمد الیہ فی الحوائج وھو الذی قد انتھی سوددہ وھو الصمد الذی لا جوف لہ ولا یأکل ولا یشرب

وھوالباقی بعد خلقہ۔ (ابن کثیر) صمد وہی ہے کہ تمام حاجات میں اسکی طرف رجوع کیا جاتا ہے جس کی سیادت ایسے درجہ کمال پر پہنچی ہوئی ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی درجہ متصور نہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ اپنی بقا میں وہ کھانے پینے کی خواہشات سے منزہ ہے۔ ساری مخلوق فنا ہو جائیگی مگر وہی اور صرف وہی باقی رہیگا " کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام۔ اس صفحہ ہستی پر جو کوئی ہے وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا اور تمھارے پروردگار کی ذات ہی ایسی ہے جو بڑے جلال والی ہے اور ہر قسم کی بزرگی کی مستحق ہے وہی باقی رہیگی " اور صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:-

والذی اختارہ تفسیرہ بالسید الذی الیہ الخلق وھو الفعل بمعنی المفعول من صمد بمعنی قصد فیتعدی بنفسہ وباللام واطلاق الصمد بمعنی السید علیہ تعالیٰ مما لاخلاف فیہ۔ اور ان تمام تفاسیر کے پیش نظر میں جس تفسیر کو ترجیح دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ صمد ایسا سردار اور آقا جس کی طرف تمام مخلوق رجوع کرتی ہے۔ اور لفظ صمد مصدر بمعنی مصمود اسم مفعول ہے جو صَمَدَ سے بنا ہے اس کے معنی قَصَدَ کے ہیں یعنی ارادہ کیا " یہ لفظ بذاتہٖ خود بھی متعدی استعمال ہوتا ہے اور لام حرف جار کے ذریعہ بھی متعدی کیا جاتا ہے۔ اور صمد کا

اطلاق جو بمعنی سید ہے باری تعالیٰ پر کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

بعض مفسرین کرام نے یہ فرمایا کہ صمد کی تفسیر اس کے بعد کی آیات کریمہ میں آ رہی ہے یعنی ارشاد باری تعالیٰ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد خود اس کی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم۔

لَمْ یَلِدْ کی تفسیر لَمْ یَلِدْ اس نے کسی کو نہیں جنا" یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ اس نے کسی کو نہیں جنا یعنی اس کے کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی نہیں اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا" اس آیہ کریمہ سے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے دوسرے عقیدے کا رد ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ قالت الیہود عزیر بن اللہ۔ یہود کا قول ہے کہ عُزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں" و قالت النصاریٰ المسیح بن اللہ۔ اور نصاریٰ کا کہنا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں" پھر اسی پر بس نہیں بلکہ تمام یہود و نصاریٰ اس کے بھی مدعی ہیں:۔ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ ہم سب اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست احباب ہیں" اور کفار و مشرکین کا عقیدہ ہے:۔ الملائکۃ بنات اللہ۔ تمام فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں" شاید اس بنا پر کہ فرشتے نظر نہیں آتے۔ گویا وہ پردہ کرتے ہیں۔ ان جملہ عقاید باطلہ کا

جواب ایک ہی کلمہ کے ذریعہ یوں دیا جارہا ہے :۔ لَمْ یَلِدْ۔ اس نے جنا ہی نہیں۔"

ولد اللہ کہنے کا رد حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں :۔ ان المشرکین قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلّم یا محمدؐ انسب لنا ربّك فانزل اللّٰہ قل ھو اللہ احدٌ اللہ الصمدُ لم یلد ولم یولدْ لانّہ لیس یولد شیئ الا سیموت ولیس شئی یموت الّا سیورث وانّ اللّٰہ لا یموت ولا یورث۔ (امام احمدؒ تاریخ بخاری' ترمذی' ابن جریرؒ ابن خزیمہ ابن ابی حاتم' بغوی' ابن المنذر' حاکم بروایت صحیحہ' بیہقی) مشرکین نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کیجئے۔ (کہ وہ کون ہے۔ کس سے پیدا ہوا اور اس سے کون کون پیدا ہوئے؟) اس موقع پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص نازل فرمایا جس میں آپ کو یہ حکم دیا کہ :۔ آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ (میرے پروردگار کی ذات جس کی نسبت تم دریافت کر رہے ہو) وہ اللہ ہے اپنی ذات میں اکیلا یگانہ اور اپنی صفات میں یکتا ہے" اللہ بے نیاز ہے' یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں' ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا' اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ کیونکہ جو کوئی

چیز بھی کسی سے جنی جائیگی وہ ایک نہ ایک دن مرجائے گی۔ اور جو کوئی چیز مرگی اس کی وراثت جاری ہوگی اور اللہ سبحانہ کی شان یہ ہے کہ نہ اس کو کبھی فنا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوسکتا ہے" اس کی ذات حی' قیوم' ازلی' ابدی' سرمدی لم یزل ولایزال ہے۔ آپ جس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جہاں کوئی تغیر و زوال نہیں۔ کائنات میں کوئی چیز بھی ان صفات سے موصوف نہیں ہوسکتی۔ ان لوگوں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھ رکھا ہے یہ ان کی نادانی اور صریح غلطی ہے۔

اللہ کو اولاد کی ضرورت ہی نہیں

اولاد کی ضرورت ان کے لئے ہے جن پر فنا اور موت طاری ہوتی ہے تاکہ ان کے بعد ان کا جانشین ان کے جاری کئے ہوئے کاروبار کو چلا سکے۔ یا اس کو ترقی دے۔ اللہ پاک کی شان یہ ہے:۔ کل من علیہا فانٍ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ ہر چیز جو صفحہ ہستی پر ہے وہ ایک نہ ایک وقت فنا ہونے والی ہے۔ اور آپ کے پروردگار کی ذات ہی باقی رہیگی جو نہایت عظمت اور بزرگی والی ہے" دوسری جگہ ارشاد ہے:۔ کل شیئ ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات (کہ اسکو کبھی فنا و زوال نہیں)

اسی کی حکومت ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔" اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا کمال نادانی اور بے عقلی ہے۔ ارشاد باری ہے:۔ قالوا اتخذ اللہ ولداً ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذباً۔ ان لوگوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے اولاد بنائی۔ ان کو اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے آباء و اجداد کو اس کا کوئی علم تھا۔ (یعنی نہ علم تحقیقی اور نہ علم تقلیدی) یہ بہت بڑی (گستاخانہ) بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے۔ یہ صرف جھوٹ کہہ رہے ہیں۔" صداقت کا اس میں کوئی شائبہ نہیں۔ سورۂ مریم میں ہے:۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً لقد جئتم شیئاً اداً تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھداً ان دعوا للرحمٰن ولداً وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولداً۔ اور (نصاریٰ نے) کہہ دیا کہ خدائے رحمٰن نے اولاد بنا رکھی ہے۔ بے شک تم بہت بڑے جرم میں پھنس گئے ہو۔ (اگر یہ بات آسمانوں کے آگے بیان کی جائے تو) اس سے آسمانوں میں شگاف پڑ جائیں اور (اگر زمین سے کہی جائے تو) زمین شق ہو جائے اور (اگر پہاڑوں کے سامنے رکھ دی جائے تو) پہاڑ چور چور ہو جائیں اس بات پر کہ انھوں نے خدائے رحمٰن

کے لئے اولاد ہونے کا ادعا کیا ہے اور خدائے رحمٰن کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے"۔ مطلب یہ کہ آسمان یعنی عالم علوی اور زمین یعنی عالم سفلی اور سربفلک پہاڑ جو ان دونوں کے درمیان ہیں۔ گویا ساری کائنات اس بات پر شاہد ہے کہ خدائے رحمٰن کی ذات وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔ اس کے برخلاف کسی کا یہ دعویٰ کہ اس کی اولاد ہے ایسی گستاخانہ بات ہے کہ آسمان اس پر ٹوٹ پڑیں اور زمین اسکو نگل جائے اور پہاڑ اسکو پیس کر رکھدیں۔ اگر خدائے رحمٰن کا حلم تھامے یہ کبھی کے فنا کے گھاٹ اتار دئے جاتے۔ حلم خداوندی ہی یہاں کارفرما ہے جسکی بدولت یہ محفوظ ہیں اور یہ حلم اسلئے ہے تاکہ اس حقیقت کو جانکر توحید الٰہی پر ایمان لائیں اور اپنے ان ناشائستہ کلمات سے باز آئیں۔

ولد اللہ کہنا سخت گستاخی ہے

خداوند تعالیٰ شانہ کی جناب میں اولاد کی نسبت کرنا گستاخی اسلئے ہے کہ اولاد کا وجود نہیں ہو سکتا جب تک کہ نر و مادہ یا زن و شو کا وجود پہلے سے تسلیم نہ کیا جائے اور اسمیں ایک قسم کی احتیاج ہے۔ اگر کوئی مرد ہے تو اولاد کیلئے اسکو عورت کی ضرورت ہے۔ اسیطرح اگر کوئی عورت ہے وہ مرد کی محتاج ہے اور اللہ جل شانہ کی ذات غنی علی الاطلاق ہے وہ کسی امر میں کسی کی محتاج نہیں۔ یا اسکی اگر کسی ان بیاہی عورت کی نسبت یہ کہا جائے کہ وہ صاحب اولاد ہے تو اسکے پورے خاندان میں عار ہی پھیل جائے گی اسیطرح اگر کسی ان بیاہے مرد کی نسبت یہ کہا جائے کہ یہ صاحب اولاد ہے تو یہ امر بھی اسکی اور اسکے تمام خاندان کی رسوائی کا باعث ہوگا۔ انسان جسکی اولاد ہو سکتی ہے اگر اسکی طرف اولاد کی ایسی بیجا نسبت کیجائے تو اس سے رسوائی اور عار اتنی پھیل جاتی ہے تو خداوند عالم کی طرف ایسی نسبت پر غور کیجئے کہ کس درجہ قبیح اور موجب غضب ہوگی؟ اسلئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایسے بیجا انتساب کی اس شدت کیساتھ مذمت فرمائی ہے۔ اسکے باوجود اگر کوئی اولاد کی نسبت کرے تو وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کس درجہ عذاب شدید کا مستحق ٹھہریگا؟ اس بیان کے بعد حقیقت حال کا اظہار اس طرح فرمایا جا رہا ہے۔

کائنات کی تمام ہستیاں اللہ کے بندے ہیں

ارشاد ہے۔ ان کل من فی السمٰوٰت والارض الا آتی الرحمٰن عبدًا لقد احصاھم وعدھم عدا وکلھم آتیہ یوم القیامۃ فردا۔ کوئی نہیں آسمانوں اور زمین میں مگر آئیگا رحمٰن کے حضور میں بندہ بنکر انکے اس آنے کی (کہ وہ کس دن اور کب بندے بنکر آئینگے) ایک مدت مقرر ہے جو شمار کی گئی ہے اور انکی تمام گنتی بھی پوری طرح کر لی گئی ہے۔ اور ان میں کا ہر ایک

قیامت کے دن، اس کے حضور میں آئے گا یکہ و تنہا"۔ یعنی دنیا میں جو ساز و سامان مال و دولت، خدم و حشم، اقتدار و وقار اس کو حاصل تھا وہ یہیں رہ جائیگا۔ کچھ بھی ساتھ نہ ہوگا۔ بلکہ یکہ و تنہا بیک بینی دو گوش خدائے ذوالجلال والاکرام کے سامنے پیش ہوگا۔ اس وقت ان کا کیا حال ہوگا اس پر یہیں سے غور کر لیا جائے کہ موقع حاصل ہے اگر یہ موقع بھی گزر گیا تو سوائے ندامت و پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور اس وقت کی پشیمانی کچھ نفع نہ دے گی۔ یہ تفسیر تھی لَمْ یَلِدْ کی۔

ولم یولد کی تفسیر آگے ارشاد ہے: — وَلَمْ یُوْلَدْ۔ اور وہ کسی سے نہیں جنا گیا"۔ یہ اس لئے کہ جو چیز کسی سے پیدا ہوگی وہ حادث ہوگی۔ کیونکہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کوئی چیز بھی اس کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا وجود نہ تھا۔ اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس کے ماں باپ پہلے سے موجود تھے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ کی ذات والاصفات کی شان یہ ہے: — کان ولم یکن معہ شیئٌ۔ وہ خود موجود تھا۔ اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی"۔ ھوالاوّل والآخر۔ وہی سب سے اول ہے (اس سے پہلے کوئی نہ تھا) اور وہی سب سے آخر ہے۔ (یعنی ایک نہ ایک دن سب فنا ہوں گے اور صرف اسی کی ذات باقی رہیگی")۔ نیز اس سے مادہ کی طرف احتیاج لازم آتی ہے۔ جو اس کی غنائے ذاتی کے منافی ہے یہ بھی لازم آتا ہے کہ ولد اپنے والد کی

جنس سے ہو۔ اور خداوند تعالیٰ کے لئے جنسیت محال ہے۔ اور یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ جس کا وجود ماں باپ کے وجود کا محتاج ہو وہ مرکّب ہو۔ پھر جو چیز مرکّب ہو ایک نہ ایک دن اس کی یہ ترکیب تحلیل ہو جائے گی۔ اَب غور کیا جائے کہ یہ خدائی کیا ہوئی بچوں کا گھروندا ہوا۔ جب تک جی چاہا اس سے کھیلتے رہے اور جب اس سے بیزارگی پیدا ہوئی لات مار کر توڑ دیا۔ چلو سارا قصہ ختم ہوگیا۔ نعوذ باللّٰہ من ھذہ الخرافات۔

نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث

نصاریٰ جو تثلیث یعنی تین خداؤں کے قائل ہیں ان کا قول بھی اسی کے قریب ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ تفسیر روح المعانی میں نصاریٰ کے کتب معتبرہ سے منقول ہے:۔ انّھم یقولون اٰلاب وھو الاقنوم الاول من الثالوث والابن الصادر منہ صدورا ازلیا مساویا بالازلیۃ لہ وروح القدس ھو الثالث الصادر عنہما کذلک والطبیعۃ الالھیۃ واحدۃ وھی لکل من الثلاثۃ وکل منہا متحد معہا نصاریٰ کہتے ہیں کہ ایک تو باپ ہے اور یہ اتحادِ ثلاثہ میں سے اصل اول ہے۔ اور اصل دوم ابن یعنی بیٹا ہے جو اصل اول سے صادر ہوا لیکن اس کا صدور بھی ازلی ہے جس کی ابتدا نہیں یہ بیٹا ازلی ہونے میں اپنے باپ کے مساوی ہے۔ یعنی باپ اور بیٹے میں تقدم و تاخر زمانی نہیں ہے۔ اور اصل سوم روح القدس ہے اس کا درجہ تیسرا ہے یہ اصل اول اور

اصل دوم سے صادر ہوا ہے۔ اس کا صدور بھی ازلی ہے۔ اور اس کی ازلیت بھی اول و دوم کے مساوی ہے۔ اور طبیعت الہیہ ایک ہی ہے۔ اور یہ ان تینوں میں موجود ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک طبیعت الہیہ کے ساتھ ملی ہوئی اور متحد ہے۔"

توحید فی التثلیث عقیدۂ نصاریٰ

ومع ذلك هم ثلاثة جواهر لا جوهر واحد فالاب ليس هو الابن والابن ليس هو الاب وروح القدس ليس هو الاب ولا الابن وهما ليسا روح القدس ومع ذا هم الله واحد اذ هم لاهوت واحد وطبيعة واحدة وجوهر واحد۔ اور باوجود اس کے وہ تین جواہر ہیں۔ (قائم بالذات) ۔ وہ ایک جوہر نہیں۔ لہٰذا باپ یعنی اصل اول ابن یعنی اصل ثانی نہیں۔ اور نہ ابن یعنی اصل ثانی باپ نہیں۔ اور روح القدس نہ وہ باپ ہے اور نہ بیٹا۔ اور باپ یا بیٹا بھی روح القدس نہیں۔ اور باایں ہمہ یہ تینوں الہ واحد یعنی ایک خدا ہیں کیونکہ ان تینوں کا عالم ایک اور طبیعت ایک اور جوہر بھی ایک ہی ہے۔"

تثلیث فی التوحید عقیدۂ نصاریٰ

وكل منهم متحد مع اللاهوت وان كان بينهم تمايز والاول هو اجب الوجود الجوهري والثاني هو العقل الجوهري ويقال له العلم والثالث هو الارادة الجوهرية

ویقال لھا المحبۃ فاللہ ثلاثۃ اقانیم جوھریۃ وھی علی تمایزھا تمایزا حقیقیا۔ اور ان تینوں میں سے ہر ایک عالم لاہوت کے ساتھ متحد ہے اگرچہ ان تینوں میں ایک دوسرے سے امتیاز ہے۔ اصل اول وہی واجب الوجود جوہری ہے (جو قائم بالذات ہے) اور اصل دوم عقل جوہری ہے (وہ بھی قائم بالذات اور مستقل وجود کی حامل ہے) اسکو علم کہتے ہیں۔ اور اصل سوم ارادہ جوہر ہے (یہ بھی قائم بالذات اور اپنا مستقل وجود رکھتی ہے) اس کو محبت بھی کہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ اللہ تین اصول جوہری کا جامع ہے اور ان میں سے ہر ایک اصل دوسرے دو اصول سے حقیقی طور پر متمیز اور ممتاز ہے"

تثلیث کا رد یہ ہے خلاصہ نصاریٰ کے مسئلہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا جس کے وہ قائل اور معتقد ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے اس پیچیدار عقیدۂ باطلہ کا ابطالؔ ان مختصر سے جملہ میں فرمادیا: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کسی ولد کو خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی نہیں جنا اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا۔"ع اب اس کو ماقبل آیات کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوا کہ اے نبی کریم! آپ ان قائلین و معتقدین ولدیت و مولودیت سے فرما دیجئے اور عام طور پر اعلان کردیجئے کہ وہ اللہ (جس کے بارے میں تم مختلف الرائے

ع تفصیلی تردید سورۂ مائدہ میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور مختلف العقاید ہو) اپنی ذات میں یگانہ اور اپنی صفات میں یکتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ساری کائنات سے بے نیاز ہے وہ کسی کا کسی امر میں محتاج نہیں سب کائنات اپنے تمام امور میں خواہ وہ کلی ہوں یا جزئی۔ اس کی محتاج ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا۔

کفار و مشرکین کے عقیدے کا رد

ولم یکن له کفوا أحد ۔ اور نہیں ہے اس کا ہمسر کوئی بھی "یعنی کائنات کی کوئی ہستی ذات کے اعتبار سے ہو یا کسی صفت کے لحاظ سے اس کی ہمسر نہیں ہو سکتی۔ اس میں کفار قریش اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ کا رد ہو گیا۔ کفار و مشرکین کا پندار اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نسبت کچھ عجیب و غریب تھا۔ کہتے کہ فرشتے (معاذ اللہ) حق سبحانہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس عقیدے کی تردید سورہ صافات میں اس طرح فرمائی گئی:۔ فاستفتهم الربك البنات ولهم البنون ام خلقنا الملائكة اناثا وهم شاهدون الا انهم من افكهم ليقولون ولد الله وانهم لكاذبون اصطفى البنات على البنين مالكم كيف تحكمون افلا تذكرون ام لكم سلطان مبين فأتوا بكتابكم ان كنتم صادقين۔ (اے نبی کریم! اچھا) تو آپ ان (کفار و

مشرکین) سے دریافت کیجئے کیا آپ کے پروردگار کے لئے تو بیٹیاں ہوں اور ان کے لئے بیٹے (فرزندان نرینہ۔) کیا (جس وقت) ہم نے فرشتوں کو بنایا تو ان کو مادہ بنایا تھا اور اس حالت کا وہ مشاہدہ کررہے تھے۔ (یعنی فرشتوں کو مونث بناتے وقت وہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے؟) آگاہ رہو یہ اپنی افترا پردازی سے کہا کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ کے اولاد ہوئی۔ (حالانکہ اس کو نہ لڑکے کی حاجت ہے اور نہ لڑکی کی) اور یقیناً یہ سب جھوٹے ہیں۔ (اگر ان کا یہی خیال ہے تو ان سے یہ بھی دریافت کیجئے کہ) اللہ سبحانہ نے کیا بیٹیوں کو بیٹوں پر فضیلت دی ہے؟ (اے کفار و مشرکین!) تم کو کیا خبط سمایا ہے؟ کیا کسی کی نصیحت نہیں مانتے؟ کیا تمہارے پاس کوئی کھلی سند ہے؟ (اگر ہے تو) اپنی سند لاؤ (پیش کرو) اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔" اس بیان سے تو اولاد کی نفی ہوئی۔

کفار و مشرکین کے عقائد فرشتوں کے باب میں

اس سے بڑھ کر درجۂ تفصیل میں کفار و مشرکین یہ بھی کہتے تھے کہ فرشتے جو معاذ اللہ حق سبحانہ تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں وہ سردارانِ جنّ کی لڑکیوں کے بطن سے پیدا ہوئی ہیں۔ ان احمقوں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو جناتوں کا داماد قرار دے رکھا تھا معاذ اللہ کوئی کہتا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اور ابلیس ایک ہی برادری سے ہیں۔ کوئی کہتا کہ

سرداران جن کی لڑکیاں، اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بی بیاں ہیں۔ استغفر اللہ العظیم۔

حضرت قتادہ رضؓ سے مروی ہے:۔ زعم اعدآء اللّٰہ انّہ تبارك وتعالیٰ انّہ هو وابلیس اخوان۔ (عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم) ان دشمنان خدا کا یہ زعم باطل تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور ابلیس یہ دونوں ایک دوسرے کے بھائی ہیں" اور حضرت مجاہدؓ سے مروی ہے:۔ قال کفار قریش الملائكة بنات اللّٰہ فقال لهم ابو بكر الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فمن امهاتهم فقالوا بنات سروات الجن۔ (آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، بیہقی) کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ سبحانہ کی بیٹیاں ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دریافت کیا۔ پھر تو فرشتوں کی مائیں کون ہیں؟ کہنے لگے کہ سرداران جن کی دختراں" اور حضرت عطیہ عوفی رضؓ سے مروی ہے:۔ قالوا اصاهر الیٰ کرام الجن۔ (ابن ابی حاتم) کفار ومشرکین نے کہا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے باعزت جنوں سے رشتۂ مصاہرت قائم کر رکھا ہے" یعنی ان میں باہم سسرالی اور دامادی کا رشتہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

جن اور فرشتوں وغیرہ سے اللہ سبحانہ کا کوئی رشتہ نہیں	چنانچہ سورۂ صافات ہی میں

مذکورالصدر آیات کریمہ کے بعد حضرت باری تعالیٰ عز شانہ کا ارشاد ہے :—

وجعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرون سبحان اللہ عما یصفون الا عباد اللہ المخلصین۔ اور (ان کفار و مشرکین نے) اللہ سبحانہ تعالیٰ اور جناتوں کے درمیان نسبی تعلق قائم کیا۔ حالانکہ تمام جناتوں کو خوب معلوم ہے کہ وہ ایک دن اللہ سبحانہ کے دربار میں حاضر کئے جائینگے۔ (ذرا غور کرو کیا کوئی شریف داماد ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے ہی سسرالی رشتہ داروں کو اس طرح گرفتار کراکے اپنے پاس سزا دہی کے لئے پکڑ منگائے ؟) اللہ سبحانہ کی ذات ایسی بے سروپا باتوں سے پاک اور منزہ ہے جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ ہاں اللہ کے مخلص بندے (خواہ وہ جن ہوں یا انس) اس گرفتاری اور حاضری عدالت اور سزا دہی وغیرہ سے مستثنیٰ ہیں" ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ شانہ نے صاف طور پر فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان کوئی رشتہ نہیں نہ نسبی نہ سببی یعنی سسرالی۔ انسان ہوں یا جن یا فرشتے سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں۔ فرشتے تو ان میں سے معصوم ہیں۔ اور جن و انس میں اچھے برے دونوں قسم ہیں۔ جو اچھے ہیں وہ ناجی ہیں اور جو برے ہیں ان سے انکی برائی کے لحاظ سے سوال و جواب، حساب و کتاب ہوگا۔ اور ان کو بقدر اعمال سزا

وجزا بھی دی جا سکتی ہے۔

کائنات کی کوئی چیز اللہ سبحانہ کی ہمسر نہیں

ولم یکن لہ کفوًا احد۔ میں یہی تبلایا جا رہا ہے کہ کائنات کی کوئی ہستی اس کی برابری یا مماثلت اس کا ہم جنس اور ہم پلہ ہونے کی مدعی نہیں ہو سکتی۔ خواہ وہ کوئی انسان ہو یا جن یا فرشتہ اور نہ کوئی شجر یا حجر، نہ آسمان و زمین، نہ کوئی پہاڑ یا سمندر اور نہ کوئی مخلوق۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:۔ لیس کمثلہ شیئ۔ "اس کی مماثل اس کی ہم جنس، اس کی نظیر، اس کی مثال کوئی چیز نہیں۔" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ وھو الذی قد کمل فی انواع الشرف والسودد وھو اللہ سبحانہ ھذہ صفۃ لا تنبغی الا لہ لیس لہ کفوٌ ولیس کمثلہ شیئ (ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، بیہقی) "اللہ سبحانہ کی ذات ستودہ صفات شرافت و بزرگی اور سیادت کے تمام انواع میں ایسا درجۂ کمال رکھتی ہے (کہ اس سے بڑھ کر تو کجا اس کے برابر بھی کوئی چیز نہیں ہو سکتی) یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ایسی صفت علیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کے شایاں نہیں۔ کوئی اس کا ہم پلہ نہیں اور نہ کوئی چیز اس کے مماثل ہو سکتی ہے۔" اور حضرت کعب سے مروی ہے۔

اللہ تعالیٰ ذکرہ اسّس السماوات السبع والارضین السبع علی ھذہ

السورۃ قل ھو اللہ احدٌ اللہ الصمدُ لم یلد ولم یولدْ ولم یکن لہٗ کفوًا احدٌ ان اللہ لم یکافئہ احد من خلقہ۔ (ابن الضریس، ابوالشیخ، ابن جریر) یقین جانو کہ اللہ سبحانہ نے جس کا ذکر تمام اذکار سے بلند و برتر ہے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی اساس و بنیاد اسی سورۂ اخلاص پر رکھی ہے (اگر تم کائنات کے ہر ہر ذرہ سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نسبت سوال کرو گے تو اسکو یہی حکم ہوا ہے کہ وہ یوں جواب دے) وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا، اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم پلہ نہیں ہے" یعنی اس کے مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے برابر کا نہیں" گویا ساری کائنات اور اس کا ایک ایک ذرہ توحید الٰہی کا گواہ ہے۔

سورۂ اخلاص اسم اعظم

حضرت بریدہ اسلمی رضؓ فرماتے ہیں:۔ دخلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد ویدہ فی یدی فاذا رجل یصلی یقول اللھم انی اسئلک باتک انت اللہ لا الہ الا انت الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد دعا اللہ باسمہ الاعظم الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب۔ (عبدالرزاق

ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن الضریس) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا ایسی حالت میں کہ آپ کا دست مبارک میرے
ہاتھ میں تھا۔ وہاں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور یہ مناجات کر رہا ہے کہ اے
اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں یہ اقرار کرتے ہوئے کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے
سوا اور کوئی بھی مستحق عبادت نہیں۔ تو ایک ہے یکتا و یگانہ ہے، بے نیاز ہے، جس نے
کسی کو نہیں جنا اور نہ کسی سے جنا گیا اور تیرا ہم سر بھی کوئی نہیں"۔ یہ سماعت فرما کر
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نے اللہ سبحانہ کو اس کے
اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے۔ ایسے نام سے کہ اگر اس کا واسطہ دے کر سوال کیا جائے تو
اس کی منہ مانگی مراد مل جائے اور اس کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو وہ ضرور مستجاب ہو"۔

سورۂ اخلاص کی خصوصیت خاصہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے یہود بارگاہ رسالت میں
حاضر ہو کر اللہ سبحانہ کے بارے میں سوالات کر رہے تھے اللہ سبحانہ
تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جواب دینے کے لئے بھیجا تھا۔ جبرئیل نے اس سلسلہ
میں یہ بھی فرمایا تھا۔ ھذہ السورۃ لیس فیھا ذکر جنۃ ولا نار ولا دنیا
ولا آخرۃ ولا حلال ولا حرام انتسب اللہ الیھا فھی لہ خالصۃ۔ (ابو الشیخ
ابوبکر سمرقندی) اس سورت شریفہ میں نہ جنت کا بیان ہے اور نہ دوزخ کا، نہ دنیا کا

اور نہ آخرت کا، نہ حلال وحرام کے احکام کا، اسکو (اول سے آخر تک) اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت دی ہے پس یہ خالص طور پر اللہ سبحانہ تعالیٰ کیلئے ہے۔" اور اسی کے بیان سے مالامال ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی ذکر کی فضیلت اس کے مذکور کی فضیلت کی بناء پر ہوتی ہے۔ چونکہ یہ سورت کریمہ اللہ سبحانہ کے ذکر سے مملو ہے چنانچہ اس مختصر سی سورت کریمہ میں دو جگہ اسم جلالہ (اللہ) اور دو ضمیر بارز (ھو اور لہ) اور دو ضمیر مستتر ہیں جو لم یلد و لم یولد میں مستتر ہیں اسطرح جملہ چھ جگہ اس کی طرف ایماء و اشارہ ہے اور یہ بتلایا جارہا ہے کہ شش جہات میں اس کی الوہیت جاری وساری ہے۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا شرف اور اسکی بزرگی و برتری تمام کائنات پر مسلم ہے لہٰذا سورۂ اخلاص کو دوسری تمام سورتوں پر ایسی فضیلت علی الاطلاق حاصل ہے جیسی اللہ سبحانہ تعالیٰ کو تمام کائنات پر برتری اور شرف حاصل ہے۔

الحمد للہ کہ سورۂ اخلاص کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔
